قرآن کا تصورِ امانت

جناب غزل کاشمیری صاحب - استاذ شعبہ علوم اسلامیہ (بہاولپور)

امانت کے موضوع پر کچھ سوچنے اور بات کرنے کے لیے قرآن کریم میں سورہ الاحزاب کی آیت ۷۲ پر نظر ڈال لینا ضروری ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ ۔

(ہم نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی)

اِس امانت کی تفسیر میں بے شمار اقوال ہیں۔ ایک رائے ہے کہ اِس سے مراد عقل ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد توحید ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد تمام وظائفِ دینی ہیں۔ اور بعض نے کہا اس سے مراد اطاعتِ خداوندی ہے۔ ان تمام اقوال میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ سب کا خلاصہ یہی نکلتا ہے کہ امانت سے مراد خدا تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے فرائض ہیں۔

گویا اللہ اور اُس کے رسولؐ کے فرائض پورے نہ کرنا سب سے بڑی خیانت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الانفال- ۲۷)

"اے ایمان والو! اللہ اور رسولؐ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور جانتے بوجھتے ہوئے اپنی امانتوں میں بھی غداری نہ کرو"

اللہ تعالیٰ کے فرائض یا تو عقاید کی صورت میں ہیں مثلاً توحید، رسالت، آخرت وغیرہ یا اعمال کی صورت میں مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ، یا پھر معاملات کی صورت میں جو انسانوں کے مابین طے پاتے ہیں مثلاً تجارت، سیاست اور مدنی مسائل وغیرہ۔ ان تمام میں کوتاہی کرنا خیانت ہے۔

اگر کسی شخص کے پاس کوئی چیز رکھی جائے تو اُسے بعینہٖ لوٹانا امانت داری ہے۔ یہ چیز مادی وحسی اور کثیف صورت میں بھی ہو سکتی ہے، مثلاً روپے، کپڑے، گندم وغیرہ اور غیر مادی وغیر مرئی اور لطیف بھی ہو سکتی ہے مثلاً کسی شخص کو کوئی بھید بتایا جائے تو اُسے اپنے تک ہی محدود رکھنا امانت داری ہے۔ یا کسی کے سامنے کوئی قول و قرار یا وعدہ وغیرہ کیا جائے تو اُسے پورا کرنا امانت داری ہے۔ اور پورا نہ کرنا خیانت ہے۔ اسی کا دوسرا نام بے ایمانی اور بد دیانتی ہے۔

کسی دوست کے بھید یا راز کو عیاں کرنا، یا ملی و قومی راز دشمنوں تک پہنچانا بھی خیانت ہے۔ قرآن پاک میں حضرت نوحؑ اور لوط علیہما السلام کی بیویاں ایک تو اپنے پیغمبر خاوندوں پر ایمان نہیں لائی تھیں، دوسرے وہ اُن کے بھید کافروں پر عیاں کر دیتی تھیں۔ اُن کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا

"یہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کی بیویاں تھیں لیکن انہوں نے ان دونوں کی خیانت کی۔"

اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اپنے قومی و ملی مصالح کے خلاف قدم اُٹھانا بھی قوم کے ساتھ خیانت ہے۔ فتح مکہ سے قبل ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے اہلِ مکہ کو اطلاع کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر چڑھائی کرنے آ رہے ہیں۔ اگرچہ وہ اس طریقہ سے مکہ میں رہائش پذیر اپنے رشتہ داروں کو بچانا چاہتے تھے اور مشرکین پر احسان دھرنا چاہتے تھے لیکن جب یہ خط راستے ہی میں پکڑا گیا تو حضرت عمرؓ نے کہا:

خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ [1]

"اُس نے اللہ، رسولؐ اور مومنوں سے خیانت کی ہے۔"

---

[1] بخاری، کتاب المغازی، باب ۹ - ۴ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۲۱

اسی طرح اگر کسی شخص کو کوئی عہدہ یا ذمہ داری سونپی جائے تو اُسے بطریقِ احسن پورا کرنا یا اس کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا بھی امانت داری ہے۔ اور اُسے پورا نہ کرنا خیانت ہے۔ ایک بار حضرت ابوذر غفاریؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ مجھے کسی عہدہ پر سرفراز کیوں نہیں کرتے۔ اس پہ آپؐ نے ابوذر کے کندھے پر تنبیہاً ہاتھ مار کر کہا:

يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِيفٌ وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ وَاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ مِنْهَا۔[۱]

"اے ابوذر! تو کمزور ہے اور عہدہ تو ایک امانت ہے اور قیامت کے دن ندامت اور شرمندگی کا باعث بنے گا۔ الا یہ کہ جس نے اسے حق دار سمجھ کر لیا اور اس کے حقوق پورے کر دیے"۔

اگر کسی شخص پر گھریلو معاملات کے سلسلے میں کوئی بھروسہ کیا جائے اور گھر پر اُسے کوئی ذمہ داری سونپی جائے تو اُسے پورا کرنا امانت داری ہے اور اس کے عزت و ناموس کو تار تار کرنا خیانت ہے۔ حضرت یوسفؑ پر جب اتہام لگائے گئے تو آپ نے کچھ عرصہ بعد تحقیقات کرا کے اپنی برأت ثابت کر دی اس پر آپ نے کہا:

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّي لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ (یوسف - ۵۲)

"یہ سب کام میں نے اس لیے کیا ہے تاکہ عزیزِ مصر جان لے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی"۔

اس سے ثابت ہوا کہ عورت اور مرد کی شرمگاہیں ایک دوسرے کی امانتیں ہیں، انہیں ناجائز طور پر استعمال کرنا خیانت ہے۔

اگر زبان سے کوئی اقرار کیا جائے اور دل میں اس کے خلاف رکھا جائے تو یہ بھی خیانت ہے قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ (الانفال - ۷۱)

[۱] مسلم، کتاب الامارہ، حدیث ۱۶۔ مسند احمد، جلد ۵، ص ۱۷۳۔

"اگر وہ آپ کے ساتھ خیانت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس سے پہلے وہ اللہ کے ساتھ خیانت کر چکے ہیں۔

یہ آیت منافقین کے بارے میں اُتری تھی۔ سکیہ کا واقعہ ہے کہ بنو اُبیرق کے طعمہ بن بشیر نے ایک انصاری کی زرہ چرائی۔ جب اس کا تجسس شروع ہوا تو اس نے مالِ مسروق ایک یہودی کے ہاں رکھ دیا۔ قریب تھا کہ نبی پاک ظاہری شواہد کی بنا پر یہودی کو مجرم ثابت کر دیتے مگر فوراً یہ وحی اُتری۔

وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا۔ (النساء - ۱۰۵)

"آپ خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ بنیں"۔

طعمہ منافق تھا، چنانچہ نبی پاکؐ کا فیصلہ سن کر مکہ بھاگ گیا۔ وہاں کافروں کے حلقہ میں شامل ہو گیا۔ گویا منافقت اور خیانت ایک ہی چیز ہے۔ ایک حدیث میں منافق کی تین نشانیاں بیان کی گئیں ہیں۔

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ (ریاض الصالحین کتاب الآداب)

"جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے"۔ دوسری روایت میں چوتھی نشانی بھی آتی ہے کہ جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔

اپنے جذبات پر کنٹرول نہ کرنا بھی خیانت ہے۔ ابتدائے اسلام میں روزہ دار رات کے وقت بھی اپنی بیوی کے پاس نہیں جا سکتا تھا۔ بعض صحابہؓ سے اس پابندی کے بارے میں کوتاہی ہوئی۔ تب اللہ نے فرمایا:

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ۔

(البقرہ - ۱۸۷)

"اللہ جانتا تھا کہ تم اس بارے میں خیانت کرتے ہو، اب اس نے تمہاری طرف از راہ کرم توجہ فرمائی ہے (اور وہ پابندی ختم کر دی ہے)۔

کسی معاہدہ یا عہد کو پورا نہ کرنا بھی خیانت ہے۔ سورہ الانفال کی آیت ۵۸ میں ارشاد ہے۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ

" اور اگر آپ کو کسی قوم کی طرف سے بدعہدی کا خوف ہو تو آپ بھی ان کی پابندیاں اسی طرح ان پر پھینک دیں "

یہاں خیانت سے مراد کسی معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔

یہود کے اخفائے احکام، جھوٹی قسمیں کھانے اور جھوٹی شہادتیں دینے کو بھی خیانت کہا گیا ہے۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ

(المائدہ ۵-۱۳)

" آپ ان اہل کتاب کی جھوٹی قسموں اور اخفائے احکام پر برابر مطلع ہوتے رہتے ہیں سوائے چند ایک کے "

الغرض ہر قسم کی چالاکیاں، مکاریاں، دھوکہ بازیاں، فراڈ، ہیراپھیریاں اور غبن، چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب کے سب خیانت میں شامل ہیں۔ حتیٰ کہ لالچ اور طمع جیسی بیماریاں بھی خیانت ہی ہیں نبی پاک نے خائن کی یہ تعریف کی ہے۔

اَلْخَائِنُ الَّذِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ طَمَعٌ وَّاِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهٗ

(مسند احمد جلد ۴ ص ۱۶۳)

" خیانت کار وہ ہے جس کا طمع پوشیدہ نہ رہ سکے وہ معمولی سے معمولی چیز میں بھی خیانت ضرور کرے گا "

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۔ (الحج - ۳۸)

" بے شک اللہ تعالیٰ ہر خیانت کار اور انکاری کو پسند نہیں کرتا "

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا (النساء - ۱۰۷)

" بے شک اللہ کسی بھی خیانت کار اور گناہ گار کو پسند نہیں کرتا "

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ۔ (سورۃ الانفال - ۵۸)

" بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کو پسند نہیں کرتا "

خیانت کا دائرہ کار محض عقائد اعمال اور معاملات تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کی لپیٹ میں انسان کا

اپنا جسم بھی آجاتا ہے۔ مثلاً آنکھ۔ پیر۔ کان۔ زبان اور ہر ہر عضو کی خیانت ہوسکتی ہے اور بعض اوقات انسان اپنی مکمل ذات سے بھی خیانت کرتا ہے اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ اپنے اعضاء کو غیر شرعی طریقہ پر استعمال کرے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جب وہ کسی سے خیانت کر رہا ہوتا ہے تو وہ فی الحقیقت اپنے آپ سے خیانت کر رہا ہوتا ہے۔ [۱] کیونکہ اس خیانت کا وبال و ضرر اسی پہ لوٹ کر آتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ (النساء ۔ ۱۰۷)

"آپ ایسے لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کریں جو خود اپنے ساتھ خیانت کرتے ہیں"۔

ایسے انسان کی پستی اور ہلاکت کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے جو اپنی ذات کے ساتھ خیانت پر تلا ہوا ہے۔ اس اخلاقی مرض سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا کی دانا اور قادرِ مطلق ہستی کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا جائے جس کی شان یہ ہے کہ:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (غافر ۔ ۱۹)

"وہ ذات آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے پوشیدہ رازوں کو جانتی ہے"۔

خود حضور پاکؐ نے ہجرت سے قبل لوگوں کی امانتوں کو واپس کرنا فرض عین سمجھا۔ حالانکہ اگر آپؐ امانتیں واپس نہ کرتے تو کوئی کافر آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا لیکن صادق و امین نے خیانت کو شانِ انسانیت کے خلاف سمجھا اور حضرت علیؓ کو تمام امانتیں واپس کرنے کا حکم دیا۔ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے۔

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهُ (۲۸۳)

"اگر تم میں سے کوئی دوسرے پر اعتبار کرے تو جس کے پاس امانت رکھی جائے وہ اسے واپس کر دے"۔

قرآن پاک میں دو جگہ پر ارشاد ہوتا ہے۔

---

[۱] تفہیم القرآن ج ۱۔ ص ۳۹۴۔ حاشیہ ۱۴۱

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔

(المؤمنون - ۸، المعارج - ۳۲)

مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس کرنے والے ہیں"۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (سورہ النساء - ۵۸)

"بے شک اللہ تعالیٰ تم کو امانتیں ان کے اہل کو ادا کرنے کا حکم دیتا ہے"۔

ابن عباس اور محمد بن خلیفہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ہر برّ و فاجر مسلمان کے لئے ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں" یہ آیت امہات احکام میں سے ہے اس میں تمام دین و شرع کو سمویا گیا ہے اس کا عموم تمام لوگوں پر حاوی ہے[۱]۔

اس سلسلہ میں طبری نے جو کچھ کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

"یہاں جن لوگوں کو امانتیں لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے وہ مسلمانوں کے والی، اولوالامر اور سلطان ہیں۔ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عوام کے حقوق ادا کریں۔ مثلاً ان کے مابین قضایا میں عدل و انصاف کا مظاہرہ کریں۔ ان کے اموال کو ایمانداری کے ساتھ جمع کرکے ان میں مساوی طور پر تقسیم کریں۔ ان کی شکایات کا ازالہ کریں اور ان سے ناحق کوئی شے نہ لیں[۲]"

مندرجہ بالا تفسیر کی رو سے مسلمانوں کے صدور، وزراء، سیکرٹری، گورنر اور کمشنر وغیرہ سبھی پر انتہائی اہم ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ گویا سیاست دان اور انتظامیہ اور عدلیہ کے تمام ذمہ دار افراد اگر اپنے عوام کے حقوق غصب کرتے ہیں تو وہ بد دیانتی اور خیانت کے مجرم قرار پاتے ہیں۔

امام رازی نے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ ضیا پاشی کی ہے وہ ہمارے بیان کا مکمل خلاصہ ہے۔ ملاحظہ ہو:

"اس آیت میں مومنوں کو تمام امور میں ادائے امانت کا حکم دیا گیا ہے چاہے وہ امورِ دین سے متعلق ہوں یا دنیاوی معاملات سے متعلق ہوں۔ یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ

---

[۱] تفسیر ماجدی۔ ص ۱۹۷۔ [۲] تفسیر طبری، ج ۵ ص ۱۴۴ تا ۱۴۶۔ طبع مصر

اس سے پہلی آیت میں اہلِ ایمان اور اعمال صالحہ کرنے والوں کے لیۓ ثوابِ عظیم کا مژدہ سنایا گیا ہے انہی اعمالِ صالحہ میں ایمانداری بھی شامل ہے"۔

"فتح مکہ کے وقت آپؐ نے کلید کعبہ اپنے چچا حضرت عباسؓ کو دینا چاہی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ نے کلید کعبہ عثمان بن طلحہؓ کے حوالے کر دی۔"

"لیکن اس آیت کا نزول اسی واقعہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس میں ہر قسم کی امانتیں شامل ہیں"۔

"ایک انسان کا معاملہ یا تو اس کے رب کے ساتھ ہوگا یا تمام مخلوقِ خدا سے ہوگا یا پھر خود اپنی ذات کے ساتھ ہوگا۔ ان تینوں معاملات میں امانت کی رعایت واجب ہے جہاں تک رب کے ساتھ امانت داری کا تعلق ہے تو انسان کو تمام مأمورات پر عمل کرنا چاہیۓ اور تمام منہیات سے پرہیز کرنا چاہیۓ۔ یہ مأمورات اور منہیات تو بحرِ بے کنار ہے"۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں "امانت کی رعایت کرنا تو ہر چیز میں لازمی ہے۔ وضو، جنابت، نماز، زکوٰۃ اور روزہ وغیرہ میں"۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے انسان کی شرمگاہ پیدا کر کے اسے کہا یہ میری امانت ہے جو میں تمہارے پاس چھپا کر رکھ رہا ہوں اس کی حفاظت کرتے رہنا اِلّا یہ کہ اسے جائز جگہ استعمال کرنا پڑے"۔

"جان لو کہ یہ باب بھی بہت وسیع ہے۔ زبان کی امانت یہ ہے کہ اسے کذب، غیبت چغل خوری، کفر، بدعت اور فحش گوئی میں صرف نہ کیا جائے۔ آنکھ کی امانت یہ ہے کہ اسے حرام اشیاء کی طرف نہ پھیرا جائے۔ کان کی امانت یہ ہے کہ اسے ملاہی و مناہی اور فواحش و اکاذیب کے سننے میں استعمال نہ کیا جائے"۔ یہی حکم باقی تمام اعضاء پر صادق آتا ہے۔

"جہاں تک مخلوق خدا کے ساتھ امانت داری کا تعلق ہے تو اس میں اپنے پاس رکھی ہوئی کسی کی شئے کو واپس کرنا ہے۔ ناپ تول میں کمی سے پرہیز کرنا ہے۔ لوگوں پر ان کے عیوب نہ اچھالے جائیں۔ امراء اپنی رعیّت کے ساتھ عدل کا مظاہرہ کریں۔ علماء عوام کے ساتھ انصاف سے کام لیں۔ انہیں حق بات بتائیں۔ عوام کو باطل تعصبات پر نہ ابھاریں بلکہ وہ عوام کو ایسے اعتقادات اور اعمال سے روشناس کریں جو ان کی دنیاوی اور اُخروی زندگی کے لیۓ سود مند

ثابت ہوں۔ اسی حکم میں یہود کو خیانت سے روکا گیا ہے کہ وہ محمدؐ کے بارے میں حق کو پوشیدہ نہ رکھیں۔ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ کفار سے یہ نہ کہیں کہ تمہارا دین تو محمدؐ کے دین سے افضل ہے۔ اسی آیت کے تحت بیوی کا اپنی عصمت کو محفوظ رکھنا آتا ہے اور وہ کسی ایسے بچے کو خاوند کی طرف منسوب نہ کرے جو خاوند سے نہیں ہے۔ اور اپنی عدت کے ختم ہوجانے کے بارے میں کوئی بات پوشیدہ نہ رکھے۔

جہاں تک انسان کا خود اپنے ساتھ امانت داری کا تعلق ہے تو وہ اپنی ذات کے لیے وہی چیز پسند کرے جو دین و دنیا کے لحاظ سے انفع و اصلح ہو، وہ شہوت و غضب کے طوفان کی لپیٹ میں آکر کسی ایسی چیز کو پسند نہ کر بیٹھے جو اس کی آخرت کے لیے ضرر رساں ثابت ہو۔ نبیؐ پاک فرمایا کرتے تھے "کُلُّکُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِه" تم میں سے ہر ایک رکھوالا ہے اور ہر ایک سے اس کی ماتحت چیزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" امانت داری کا معاملہ اس قدر عظیم ہے کہ حق جل شانہٗ نے اسے کئی بار قرآن پاک میں ذکر کیا ہے۔ نبیؐ پاک نے فرمایا ہے۔" لا ایمان لمن لا امانۃ لہ" اس شخص کا ایمان ہی نہیں جس میں امانت داری نہیں ہے۔"[۱]

مخلوقِ خدا کے ساتھ ایمانداری کو ہم زیادہ واضح انداز میں یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ ایک انسان یا تو کسی گھرانے کا فرد ہے مثلاً بھائی ہے، بیٹا ہے یا باپ ہے۔ ان تمام حیثیتوں کے فرائض بطریقِ احسن پورا کرنا امانت داری ہے۔ اس کے بعد وہ پورے معاشرے کا ایک فرد ہے۔ تمام معاشرتی فرائض کو پورا کرنا امانت داری ہے۔ مزید آگے بڑھیں تو پورے شہر یا ملک کا ایک باشندہ ہے۔ لہٰذا اس پر شہری فرائض کو پورا کرنا واجب ہے۔ ملک کے دستور اور قوانین کا احترام کرنا امانت داری ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو قرآن کی رُو سے وہ خیانت کار تصور ہوگا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

---

[۱] اقتباسات از تفسیر کبیر۔ جلد ۱۰، ص ۱۳۷ تا ۱۳۹۔